© rasailojaraid.com

مولانا زاہد الراشدی

بین الاقوامی قوانین اور اسلام

خبر یہ ہے کہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے وزارت قانون کی طرف سے بھجوائی جانے والی ایک سمری پر وفاقی سطح پر ’’انسانی حقوق سیکریٹریٹ‘‘ کے قیام کی منظوری دے دی ہے، جس کا مقصد ملک میں بین الاقوامی معاہدات پر عملدرآمد کو یقینی بنانا ہے۔ انسانی حقوق سیکریٹریٹ کا دائرہ کار اور اس کے خدوخال تو اس کے باقاعدہ قیام کے بعد ہی سامنے آئیں گے اور اس کے اہداف ومقاصد واضح ہونے پر اس کی کارگردگی کے بارے میں ہم بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان شاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً گزارشات پیش کرتے رہیں گے۔ مگر سرِ دست ان بین الاقوانی معاہدات کے ذریعے پاکستانی قوم سے کیے جانے والے چند تقاضوں کا ذکر ہم مناسب سمجھتے ہیں تا کہ یہ بات واضح ہو سکے کہ ان معاہدات پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لیے اس وقت عالمی اور علاقائی سطح پر جو دباؤ روز بہ روز بڑھ رہا ہے اور جس کی وجہ سے وزیر اعظم کو الگ ’’انسانی حقوق سیکریٹریٹ‘‘ قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے اس کا پس منظر کیا ہے اور ان کا ہمارے قومی نفع ونقصان کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

معاہدات کی پابندی کا خود قرآن کریم نے حکم دیا ہے اور مسلمانوں کو صریحاً ہدایت فرمائی ہے کہ جو عہد و پیمان کسی سے کرو اس پر پوری طرح عمل کرو جبکہ عہد شکنی کو قرآن کریم نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ لیکن عہد و پیمان میں نفع ونقصان اور خیر وشر کے پہلو کو سامنے رکھنے کی ہدایت بھی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمائی ہے۔ خود اپنے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اگر کسی بات پر قسم اٹھالوں اور بعد میں پتا چلے کہ خیر کا پہلو دوسری طرف ہے تو میں قسم کی وجہ سے خیر کو ترک نہیں کرتا قسم توڑ دیتا ہوں اور اس کا کفارہ دیتا ہوں۔ اسی طرح ایسے معاہدے کی پابندی کو بھی اسلامی شریعت ضروری قرار نہیں دیتی جس کے نتیجے میں کفر یا کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا پڑتا ہو یا کسی اسلامی فریضے کا ترک کر دینا لازمی ہو جاتا ہو۔ کوئی شخص کسی سے یہ معاہدہ کر لے کہ (نعوذ باللہ) میں نماز نہیں پڑھوں گا یا کسی بے گناہ کو قتل کر دوں گا یا کسی گھر میں ڈاکہ ڈالوں گا یا کسی مظلوم کا جائز حق غصب کر لوں گا تو اس معاہدے کی پابندی اور اس پر عملدرآمد نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا خود گناہ بن جائے گا۔

معاہدہ شخصی ہو گروہی ہو یا بین الاقوامی ہو، اصول ہر جگہ ایک ہی ہے کہ ہمیں کسی بھی معاہدے پر عملدرآمد سے پہلے اسلام کے اس واضح اور صریح حکم پر غور کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر ہم اپنے مسلمان ہونے اور پاکستان کے اسلامی جمہوریہ ہونے کے تقاضوں سے وفا نہیں کر سکیں گے۔

پوری دنیا میں مسلمانوں کے گرد بین الاقوامی معاہدات کا جال جس طرح بن دیا گیا ہے ان معاہدات پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عملدرآمد کو یقینی بنانے کے اقدامات سے پہلے ہمیں اس جال اور اس کے پیچھے بیٹھے شکاریوں پر ایک نظر ضرور ڈال لینی چاہیے۔ بین الاقوامیت کے سب سے بڑے داعی امریکا کی اس بے لچک پالیسی کو بھی سامنے رکھنا چاہیے جو ایسے ہر موقع پر یہ کہہ کر تمام بین الاقوامی معاہدات اور اصولوں کو یکسر پس پشت ڈال دیتا ہے کہ امریکا کے لیے ہر معاملے میں صرف اس کا اپنا مفاد مقدم ہوتا ہے اور اس کی ہر پالیسی کی بنیاد امریکی قوم کے مفاد پر مبنی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی معاہدات اور اصولوں کی خلاف ورزی میں امریکا سب سے آگے ہے۔

ان بین الاقوامی معاہدات کی تعداد بیسیوں میں ہے اور ان میں سے ہر ایک کا تفصیلی جائزہ لینے کی ضرورت ہے مگر اس معاملے کا اصل رخ واضح کرنے کے لیے ہم سردست صرف چند امور کا ذکر کریں گے۔ ایک یہ کہ ہم سے کہا جا رہا ہے کہ ’’معاہدۂ لوزان‘‘ کے تحت ترکوں نے خلافت اور شریعت سے جو دست برداری اختیار کی تھی وہ پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے تھی اس لیے اس معاہدے کی رو سے مسلمانوں کو دنیا کے کسی خطے میں خلافت کے قیام اور شریعت کے نفاذ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور بات صرف ’’نہیں دی جا سکتی‘‘ تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ یہ عملی طور پر ’’نہیں دی جا رہی‘‘ پوری امت مسلمہ کو دنیا بھر میں خلافت اور شریعت کے قیام کے حوالے سے سب سے بڑی رکاوٹ یہی درپیش ہے اور مغرب ہر مرحلے میں اس کی مزاحمت کر رہا ہے۔

خاندانی نظام کے حوالے سے بین الاقوامی معاہدات کے نام پر ہم سے تقاضا کیا جا رہا ہے کہ قرآن وسنت کے واضح اور صریح خاندانی احکام وقوانین کو تبدیل کر کے (۱) مرد اور عورت کو طلاق کا مساوی حق دیا جائے۔ (۲) وراثت میں مرد اور عورت کے حصے برابر کیے جائیں۔ (۳) اور مرد عورت میں واضح جسمانی اور نفسیاتی فرق کے باجود ان کے بارے میں الگ الگ قرآنی احکام کو ختم کر دیا جائے۔ (۴) اسی طرح آزادیٔ رائے اور آزادیٔ مذہب کے نام پر ہم سے توہین رسالت کو جرائم کی فہرست سے نکال دینے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ (۵) اسلام اور ریاست کے تعلق کو یکسر ختم کر دینے کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے، اور (۶) قادیانیوں کو مسلمانوں کی صف میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے وغیرہ۔

بین الاقوامی معاہدات کے اس قسم کے مطالبات کی فہرست خاصی طویل ہے۔ اس لیے ملک کے دینی ومحب وطن سیاسی حلقوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس صورت حال کا نوٹس لیں۔ ہمیں بین الاقوامی معاہدات کی پابندی پر اعتراض نہیں ہے۔ وہ ضرور ہونی چاہیے لیکن کسی بین الاقوامی معاہدے کی کوئی شق اگر ہمارے عقائد، شرعی احکام، ملکی مفاد اور تہذیبی روایات سے متصادم ہو تو ہمیں اس سلسلے میں دوٹوک موقف اختیار کر کے اس سے انکار کر دینا چاہیے اور عالم اسلام کی رائے عامہ کو منظم اور بیدار کر کے اپنے عقیدہ وثقافت کے تحفظ کا اہتمام کرنا چاہیے۔

❖❖❖❖

© rasailojaraid.com